ڈاکٹر انصار احمد شیخ

اسسٹنٹ پروفیسر (اردو)

شعبۂ اردو، جامعہ کراچی

رفیق احمد نقش اور رشید حسن خان کے املائی نقطہ ہائے نظر۔
اختلاف واتّفاق کے تناظر میں

Scientific and literary contributions of Rafique Ahmed Naqsh have been deserving. His prominent works ondiverse subjects have not only multi aspects but are also multi linguistics. He with standard translating from Persian, Hindi, English, Punjabi and Balouchi literatures also performed order classification, research and technical editing of books and magazines. Because of his this learning scholarship he was appreciated and admired by eminent writers of Urdu language and literature, like Mushfiq Khawaja, Gian Chand Jain and Shakeel Aadil Zada.

Rafique Naqsh has peculiarity in Urdu dictation. He putincomparable excellent book ‘Urdu Imla’on test and criticism which was written by eminent, celebrated Urdu researcher and language acquainted Rasheed Ahmed Khan. He; where admitted intercepting benefits from this book, there he also expressed his dissent propositions freely. He presented his critical viewpoints in logical manner on Hieah sounds, Alif abridged (Maqsora), proposition of Hamza, Adjoining and Distant wording, Solitary and Compounded words. In the under discussion article we shall try to presentcritical and research based examination of Rafique Ahmed Naqsh and Rasheed Ahmed Khan in dissension and concord perspective.

Key Word: Scientific, literary, Rafique Ahmed Naqsh, Urdu Imla, Rasheed Ahmed

اردو ادب میں صحّتِ املا کے موضوع پر دیگر موضوعات کی نسبت بہت کم لکھا گیا ہے اور جو لکھا گیا، اُس میں سے بھی بعض میں یکسانی و یک رنگی نہیں ملتی، بل کہ بے قاعدگی، بے اعتدالی، بوالعجبی، انتشار اور افراط و تفریط نظر آتی ہے، اِس غلط رجحان اور غلط نگاری کی مذمّت ہونی چاہیے۔ اردو املا کے تناظر میں ان رجحانات کو کسی طور صحّت مندانہ قرار نہیں دیا جاسکتا، لیکن اِس کے باوجود املا کے حوالے سے ماہرینِ لسانیات کی متنوّع اور متناقض آرا سے مباحث کے جو نئے در وا ہوئے، وہ قابلِ تحسین ہیں۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ سرکاری سطح پر "اردو املا" کے متّفقہ اصول و ضوابط متعیّن کیے جائیں، ایسے الفاظ اور مرکبات وغیرہ جن میں اختلاف ہے، اُن کا املا بھی قطعی طور پر طے کر لیا جائے، اور وہ سرکاری ادارے اِسے سختی سے نافذ کرنے کی مساعی کریں، جس طرح دنیا بھر کے ممالک میں اپنی اپنی زبانوں کے املا/ ہجّے (Spelling) پر سختی سے کاربند رہتے ہیں۔ ماضی و حال میں اِس اہم موضوع پر خامہ فرسائی کرنے والوں میں انشاء اللہ انشا، خان آرزو، مولانا احسن مارہروی، اسد اللہ خاں غالب، ڈاکٹر عبدالسّتّار صدّیقی، حامد علی خان، مولوی عبدالحق، مولانا ماہر القادری، ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں، طالب الہاشمی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، شان الحق حقّی، شمس الرّحمان فاروقی، ابو محمّد سحر، حفیظ الرّحمان واصف، رشید حسن خاں، رفیق احمد نقش، پروفیسر غازی علم الدّین، ڈاکٹر رؤف پاریکھ وغیرہ شامل ہیں۔ علاوہ ازیں اِس کام میں انجمنِ ترقّی اردو (ہند) کی مقرّر کی ہوئی کمیٹی اصلاحِ رسمِ خط[۱]، ترقّی اردو بیورو، نئی دہلی کے زیرِ اہتمام "املا نامہ"[۲]، مقتدرہ قومی زبان کے زیرِ انتظام: "روداد سیمینار، املا اور موزِ او قاف کے مسائل"[۳] نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

اردو املا پر مبسوط اور وقیع کام کرنے والوں میں بلاشبہ رشید حسن خان سرِ فہرست ہیں۔ اردو املا اُن کی معرکہ آرا تصنیف ہے، جسے اُنھوں نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے لکھا ہے۔ اِس کتاب سے کسبِ فیض کرنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ عصرِ حاضر کی اردو کتب اور رسائل و جرائد پر بھی اِس کتاب کے غیر معمولی اثرات مرتّب ہوئے ہیں۔ اردو ادب کے مصنّفین، مترجمین، موٴلّفین اور پبلشر کی ایک بڑی تعداد نے محض تقلید میں اِس کتاب کے الفاظ و مرکبات کو بِلا غور و فکر اور بغیر تحقیق و تنقید اپنا مرکز و محور بنائے رکھا۔ پاکستان کی نسبت ہندوستان کے طول و عرض میں اِس کتاب کے اثرات زیادہ دیکھنے کو ملے ہیں۔ اِس کے بر خلاف دو ایسے ہندوستانی نقّاد بھی گزرے ہیں، جنھوں نے رشید حسن خاں کے املائی کام سے شدید اختلاف کیا، ان میں ابو محمّد سحر[۴] اور حفیظ الرّحمان واصف[۵] نمایاں ہیں۔ وطنِ عزیز پاکستان میں رفیق احمد نقش کا شمار بھی اردو املا کے ناقدین میں ہوتا ہے۔

رفیق احمد نقش[۶] کے تعارف میں اتنا ہی کافی ہے کہ اِنھیں اردو زبان و ادب کی قد آور شخصیات ڈاکٹر گیان چند جین[۷]، مشفق خواجہ[۸] اور شکیل عادل زادہ[۹] نے سراہا اور تسلیم کیا ہے۔ رفیق نقش جو رشید حسن خاں کے

اردو املا پر کیے گئے عالمانہ کام کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔انھوں نے ان کے کام سے اخذ واستفادہ بھی کیا اور شعوری و غیر شعوری طور پر اِس کا اثر بھی قبول کیا۔اِس اثر پذیری کو اُن کی تحریروں اور مرتّبہ کتب و رسائل میں باآسانی دیکھا جاسکتا ہے، لیکن اِس کے ساتھ ساتھ انھوں نے رشید حسن خان کے اردو املا پر کیے گئے کام سے متعدّد جگہوں پر اختلاف بھی کیا ہے اور اس ضمن میں مضبوط استدلال کے ساتھ اپنا ایک الگ موقف پیش کیا۔اخذ واستفادہ اور اختلافی املائی مسائل کو ہم ذیل میں پیش کریں گے۔یہاں اتّفاق کرنے کی مکمل بحث کو شامل نہیں کیا جائے گا کہ یہ مضمون ان طویل بحثوں کا متحمل نہیں ہو سکتا، البتّہ چند اہم اتّفاقی املائی مسائل کو ضرور شامل کر لیا جائے گا، جس کی پاس داری یقیناً رفیق نقش نے سب سے زیادہ کی ہے۔

رفیق نقش نے اردو املا کی بحثوں میں اہلِ زباں اور ماہرِ لسانیات ہی کی طرح اِسے بہترین انداز میں برتا ہے۔ اردو املا پر تحریری شکل میں اُن کی جانب سے کوئی بہت بڑا کام منظرِ عام پر نہیں آیا، اِس موضوع پر اُن کے صرف چند مضامین ملتے ہیں، تاہم جن علمی وادبی رسائل (۱۰) سے وہ وابستہ رہے اور تقریباً درجن بھر کتب کی ترتیب وتدوین (۱۱) کی، وہ ان کے املائی نقطۂ نظر سے ادب کا بیش بہا سرمایہ ہے۔اِن کتب میں ان کے جدید املائی اصولوں کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔اِسی طرح لیکچروں (۱۲) اور سیمینار (۱۳) کے ذریعے بھی اُنھوں نے قواعدِ زبان اور املا کے مسائل پر بہت کچھ انتقالِ علم کیا۔

اختلافی املائی مسائل:

اردو میں ہائے مخلوط یا دو چشمی ہ اور ہکاری یا ہائیہ آوازوں پر مبنی الفاظ کے بارے میں مختلف النّوع تفصیلات ملتی ہیں۔ ہمارے ہاں ہائے مخلوط تقریباً ہائیہ آوازوں کے لیے مخصوص ہے۔ ہائیہ آوازیں فارسی اور عربی میں نہیں ہوتیں۔اردو میں یہ آوازیں در حقیقت ہندی کے توسّط سے آئی ہیں۔اِس لیے اِن کا استعمال بھی اردو ہندی لفظوں میں ہوتا ہے۔رفیق نقش کا ہکار یا ہائیہ آوازوں کے بارے میں یہ خیال تھا کہ یہ اردو کی بنیادی آوازیں ہیں اور اِن سے سیکڑوں، ہزاروں الفاظ بنتے ہیں۔اِن ہائیہ آوازوں کی جگہ لفظوں میں ہائے ملفوظ کا استعمال مناسب نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے املا کی صحّت پر اثر پڑے گا اور تلفّظ بھی کچھ سے کچھ ہو جائے گا۔ وہ اِس بات کو بار بار دہراتے تھے کہ اردو کا کوئی لفظ ہائے مخلوط سے شروع نہیں ہوتا۔(۱۴) رشید حسن خاں نے ہائیہ آوازوں کی تعداد سولہ رقم کی ہے۔(۱۵) تعداد کے معاملے میں رفیق نقش، رشید حسن خاں سے اختلاف کرتے ہوئے ہکار/ہائیہ آوازوں کی تعداد سترہ بتاتے ہیں، لیکن ان میں سے وہ دو کو متروک بھی کہتے ہیں۔ وہ ہائیہ آوازیں یہ ہیں: بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ،

دھ، ڈھ، رھ، ڑھ، کھ، گھ، لھ، مھ، نھ، وھ، یھ۔ آخر الذّکر دونوں متروک ہیں۔ یوں اِن کی تعداد پندرہ بنتی ہے۔(۱۶) اساتذۂ متقدّمین کے ہاں 'وھاں' اور 'یھاں' کی مثالیں مل جاتی ہیں۔ لیکن اب یہ متروک ہیں۔ اِن متروک آوازوں میں "وھ" کو رشید حسن خاں نے ہائیہ آوازوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا ہے۔(۱۷) البتّہ "یھ" کو شاملِ فہرست کرنے کی تلقین کی ہے۔(۱۸)

ہاے مخلوط کے باب میں رفیق نقش نے "چھ" کے بارے میں بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ اِس ضمن میں اُن کا موقف یہ رہا ہے کہ "چھ" ایک حرف ہے، اور اِسے بطورِ عدد "چھ" کی جگہ غلط لکھا جاتا ہے۔ جیسے ہم 'بے ایمان' میں 'بے' کی جگہ 'ب' رقم نہیں کر سکتے، اسی طرح 'پانچ چھ' میں 'چھ' کی جگہ صرف 'چھ' اور 'بے'، 'تے' وغیرہ کی طرز پر اس عدد کو 'چھے' لکھنا بھی غلط ہے، کیوں کہ اِس لفظ کے اختتام میں 'ہ' کی واضح آواز موجود ہے؛ دراصل 'چھہ' مرکب ہے: 'چھ' اور 'ہ' سے۔ سندھی زبان میں بھی اس کی صورت یہی ہے۔ اِسی 'چھہ' سے ایک لفظ 'چھوں' بھی بنا ہے، جس کا ایک تلفّظ 'چھوَں' بھی ہے۔(۱۹) رفیق نقش 'چھہ' کی ہاے مختفی کے نیچے لٹکن لگایا کرتے تھے۔ جان ٹی پلیٹس کی ڈکشنری آف اردو کلاسیکل ہندی اینڈ انگلش میں بھی یہ لفظ 'چھہ' ہی لکھا ملتا ہے۔(۲۰) رشید حسن خاں اور اِن کے استاد ڈاکٹر عبدالسّتّار صدّیقی کے خیال میں اِس لفظ کا فصیح تلفّظ اور املا 'چھے' ہے۔(۲۱) راقم السّطور کی راے میں رفیق نقش اور رشید حسن خاں دونوں کا املا درست ہے۔ اگرچہ دونوں کے املا میں تفاوت ہے، لیکن صوتی اور منطقی اعتبار سے دونوں موزوں ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کے کتب ورسائل میں یہی املا رائج ہے۔ البتّہ 'چھ' بھی دیکھنے کو ملتا ہے، جو سراسر غلط ہے۔

اصلاحاتِ املا کے حوالے سے انجمنِ ترقّی اردو (ہند) نے جو تجاویز پیش کی تھیں، اُس میں تمام عربی ناموں اور عام لفظیات میں الفِ مقصورہ (کھڑے الف) کی بجاے مکمل "الف" کا استعمال کیا جائے۔ ایسے الفاظ کی ایک فہرست بھی انجمن نے فراہم کردی تھی۔ مثلاً: استعفٰی، ارتضٰی، مولٰنا، مربّٰی، مدّعٰی علیہ وغیرہ کی بجاے استعفا، ارتضا، مولانا، مربّا، مدّعاعلیہ۔(۲۲) اِن تجاویز کو سراہنے اور اس پر عمل درآمد کرنے والوں میں رشید حسن خاں پیش پیش تھے۔ انھوں نے اپنی تمام کتابوں میں اصلاحِ رسمِ خط کی ان تجاویز پر نہ صرف عمل کیا، بل کہ اس کے مبلّغ بھی بن گئے۔ رشید حسن خاں کے فروغِ املا کی اِن کوششوں پر رفیق نقش نے بھی لبّیک کہا۔ بعدازاں ان کے مضامین اور کتب ورسائل میں اِس کا بھرپور استعمال کیا گیا۔(۲۳) تاہم رفیق نقش نے رشید حسن خاں کی مستثنیات کی فہرست میں شامل لفظ "لہٰذا"(۲۴) سے اختلاف کرتے ہوئے اِسے بھی پورے الف "لہاذا" ہی سے ہمیشہ لکھا ہے۔(۲۵)

راقم کی رائے میں متذکرہ اسمِ خاص(Proper Noun) کو مستثنیات کی فہرست میں شامل کرتے ہوئے اِس قبیل کے تمام اسما کو الفِ مقصورہ ہی سے لکھا جائے، مثلاً: عیسٰی، موسٰی، ارتضٰی وغیرہ۔ لیکن دیگر لفظیات میں "کھڑے زبر" کی بجائے پورے الف سے لکھنے میں معترض بھی نہیں ہوا جائے۔ کیوں کہ عربی زبان کے متعدّد الفاظ ہم اردو زبان میں پورے الف ہی سے لکھ رہے ہیں۔ جیسے: تماشا، ابراہیم وغیرہ۔ ستم تو یہ ہے کہ اب بعض الفاظ میں تشدید کی طرح الفِ مقصورہ (کھڑے الف) لکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی، جس سے الفاظ کا تلفّظ بگڑتا جارہا ہے، کیوں کہ ہم بسا اوقات لکھے ہوئے حروف سے تلفّظ کا تعیّن کر رہے ہوتے ہیں۔ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی ایک طرف، اب جامعات کے طلبہ تک بعض اوقات عدم الفِ مقصورہ (کھڑے الف) کی صورت میں "متوفّٰی" ، "اعلیٰ" کی ادائی "متوف +فی"، "اع+لی" کر رہے ہیں۔ اگر اِس طرح کے الفاظ کو ہم الفِ مقصورہ (کھڑے الف) کی بجائے پورے الف سے لکھنا شروع کر دیں تو قطعاً اِس کے تلفّظ میں بگاڑ پیدا نہیں ہو گا۔ بصورتِ دیگر صحیح خواندگی کے لیے تمام کتب ورسائل میں الفِ مقصورہ (کھڑے الف) کا لازمی اہتمام کر کے اِس سُقم کا سدِّ باب کیا جاسکتا ہے۔

عربی کا ایک لفظ "سنۃ" ہے، جو بعد ازاں قاعدے کے مطابق "سنہ" بن گیا ہے۔[۲۶] یہ لفظ عیسوی سال کے لیے مستعمل ہے اور عموماً اِس لفظ پر اعداد لکھے جاتے ہیں۔ رشید حسن خاں نے اِسے اعداد رقم کرنے کی صورت میں لفظ کے بجائے علامت گردانا ہے۔ اعداد کے بغیر مفرد اور مرکبِ اضافی وغیرہ کی صورت میں وہ اِسے بطور لفظ مع نقطے "سنہ" لکھنے کی سفارش کرتے ہیں۔[۲۷] رفیق نقش کا موقف اِس ضمن میں یہ رہا ہے کہ "سنہ" ایک لفظ ہے، اور لفظ پر لفظ یا اعداد لکھنا کسی بھی طرح مناسب نہیں۔ اِس لیے وہ ہمیشہ اِس لفظ کے بعد اعداد لکھتے یا پھر لفظ 'سنہ' حذف کر دیتے، جیسے: سنہ ۱۹۴۷ء/ ۳۱ اگست ۱۹۱۶ء۔[۲۸] اوّل الذّکر طرز کو مولوی عبدالحق کی "قواعدِ اردو"[۲۹] اور احمد حسین صدّیقی کے مرتّب کردہ تذکرے دبستانوں کا دبستان[۳۰] وغیرہ میں بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

ہمزہ 'ء' کا تعلق عربی زبان سے ہے۔ اِس حوالے سے بہت کچھ لکھا جاچکا ہے۔ انجمنِ ترقّی اردو (ہند) نے ہمزہ 'ء' کے بارے میں یہ سفارش کی تھی کہ ہمزہ اگر کسی منفصل حرف کے بعد آئے تو اُسے بالکل جدا لکھا جائے۔ یعنی کسی حرف کے اوپر لکھنے کے بجائے اُس سے پہلے لکھا جائے۔ مثلاً: وظاءف، عزراءیل، ضاءع، قاءم، داءم وغیرہ۔[۳۱] انجمن کی اِس تجویز کو پذیرائی نہ مل سکی، کیوں کہ ہمزہ کا دوسرا یعنی دورِ حاضر کا استعمال قبولِ عام حاصل کر چکا ہے، اور یہ اب اِتنا رائج ہو گیا ہے کہ بِلا ضرورت بھی بعض حروف میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ رفیق نقش نے ہمزہ 'ء' کے مسائل کو مفصّل بیان کیا ہے۔ اُن کے خیال میں ہمزہ 'ء' الف ہے، اِس لیے اردو میں ایسے الفاظ جہاں 'اے'

یا 'الف' کی آواز واضح آتی ہو، ان کو ہمزہ کے ساتھ لکھنا ہی درست ہے۔ وہ اصوات کے عین مطابق املا کے حامی تھے، لیکن دنیا کی تمام زبانوں میں مکمل طور پر اِس اصول کی پاس داری نہیں کی جاتی، تاہم اردو زبان میں کافی حد تک املا تلفّظ کے تابع ہے۔ رفیق نقش "جیسا بولو، ویسا لکھو" کی بنا پر ہمزہ سے متعلّق لفظوں کو اِس طرح لکھتے تھے: آزمائش، پیمائش، نمائش، نمائندہ، آئندہ، پائندہ وغیرہ۔ اِسی پر اور دیگر الفاظ کو قیاس کر لیجیے۔ (۳۲) جب کہ رشید حسن خاں کے ہاں ہمزہ کے بغیر اِن الفاظ کا املا ملتا ہے۔ جیسے: آزمایش، پیمایش، نمایش، نمایندہ، آیندہ، پایندہ وغیرہ۔ (۳۳) انھوں نے فارسی کے حاصل مصدروں کے امر وغیرہ کی بنا پر اِس طرح کے املا کی تبلیغ کی ہے۔ ان الفاظ کو اگر فارسی میں ہمزہ 'ء' کی بجاے 'ی' سے لکھا جاتا ہے تو اس کی وجہ ان کا تلفّظ ہے۔ اِس نوع کے الفاظ میں فارسی داں 'ی' کی واضح ادائی کرتے ہیں، اِس رُو سے بِلا ہمزہ 'ء' ان کے لیے مباح ہوا۔

رفیق نقش نے بھی الفاظ کی طرح تراکیب میں ہمزہ 'ء' کے استعمال کو ضروری قرار دیا ہے۔ اِسی لیے وہ الفاظ جن کے آخر میں یاے معروف آتی ہے، ترکیب کی صورت میں اُس پر یعنی ہمزہ لکھتے تھے، مثلاً: کرسئ صدارت، مرضئ خدا، وادئ سینا وغیرہ۔ صرف دو الفاظ 'نفی' اور 'سعی' اُن کے نزدیک ایسے تھے، جس میں اُنھوں نے دورانِ ترکیب ہمزہ کی بجاے کسرہ لگانا ضروری جانا ہے۔ یعنی: 'نفیِ ذات' اور 'سعیِ حاصل'۔ اُن کے بقول 'سعی' اور 'نفی' کے آخری دونوں حروف ساکن ہیں، اور یہاں 'ی' موقوف ہے۔ (۳۴) گوپی چند نارنگ بھی تراکیب میں یاے معروف یعنی مضاف پر ہمزۂ اضافت کو صحیح بتاتے ہیں۔ (۳۵) ڈاکٹر ابو محمّد سحر بھی ایسے مقامات پر تراکیب میں ہمزۂ اضافت ہی کو فصیح سمجھتے ہیں۔ (۳۶) جب کہ رشید حسن خان تراکیب میں یاے معروف پر ہمزۂ اضافت کی بجاے کسرۂ اضافت کو درست بتاتے ہیں۔ جیسے: خوبیِ قسمت، مرضیِ جناب، تیاریِ امتحان وغیرہ۔ (۳۷) ہمزہ 'ء' الف کا قائم مقام ہے اور عموماً اِس طرح کی تراکیب میں ہمزہ کی واضح صوت سنائی دیتی ہے، اِس نقطۂ نظر کے تحت یاے تحتانی پر کسرۂ اضافت کی بجائے ہمزۂ اضافت کا استعمال مناسب ہے۔

اِسی طرح عربی لفظیات جرأت، تأثّر، تأمل میں بھی رفیق نقش نے ہمزے کو برتا ہے۔ انھوں نے اِس قسم کے الفاظ میں اصوات کے مطابق مع ہمزہ 'ء' املا اختیار کیا ہے۔ (۳۸) رشید حسن خاں اِس نوع کے الفاظ میں الف پر ہمزہ کے قائل نہیں تھے، اور اس حوالے سے وہ کوئی ٹھوس دلیل بھی پیش نہیں کر سکے۔ وہ اس بات کو تو مانتے ہیں کہ اِس قبیل کے الفاظ عربی میں ہمزہ کے ساتھ لکھے جاتے ہیں، لیکن اردو میں ہمزہ کے بغیر رائج ہو جانے کی وجہ سے اب انھیں ایسے ہی لکھنے پر اصرار کرتے ہیں۔ (۳۹) یہ خیال کسی بھی طرح درست نہیں ہے، اِس حوالے سے رفیق نقش کا موقف ہی مناسب ہے اور اسی املا کو اختیار کرنا چاہیے۔

رفیق نقش، رشید احمد خاں کی طرح الفاظ کو الگ الگ لکھنے کے قائل تھے اور اِس حوالے سے تقریباً ہر جگہ رشید حسن خاں کے مقلّد نظر آتے ہیں۔ لیکن ایک مرکب "بہتر" میں یہ صورت دکھائی نہیں دیتی۔ رشید حسن خاں کے بقول یہ مرکب، مفرد لفظ کی ہیئت اختیار کر چکا ہے، اسے اب علاحدہ لکھنا اجنبیت کے مترادف ہوگا، اس لیے انھوں نے اس لفظ کو استثنائی فہرست میں شامل کرتے ہوئے رسمِ عام کے مطابق ہی لکھنے کو کہا ہے۔[۴۰] جب کہ رفیق نقش نے رشید حسن خاں سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے تمام مضامین اور کتب ورسائل میں ہر جگہ 'بہتر' کی بجائے 'بہ تر' لکھا ہے۔[۴۱] رفیق نقش کی بابت ایک اہم نقطے کی بھی وضاحت کرتا چلوں۔ ایک زمانے میں جب اُنھیں سافٹ ویر "اِن پیج" میں کامل مہارت نہیں تھی، وہ بعض الفاظ ("کہ"، "بہ" وغیرہ) کے آخر میں ہاے مختفی کا شوشہ (لٹکن) لگانے سے قاصر تھے۔ یاد رہے وہ اِس قبیل کے الفاظ میں صرف ایک ہاے مختفی کا استعمال کرتے تھے۔ ہاے مختفی کا شوشہ (لٹکن) لگانے کا حل اُنھوں نے ایسے الفاظ کے پہلے حرف پر زبر لگا کر نکالا، چناں چہ "کہ" (ہاے مختفی مع لٹکن) اور "بہ" (ہاے مختفی مع لٹکن) کو "کہ" اور "بہ" سے ممیّز کرنے کے لیے اِن کے پہلے حرف پر زبر (کَہ، بَہ) لگا دیے۔ انھوں نے آغاز میں "بہتر" کو "بَہ تر" رقم کیا ہے۔[۴۲] اور وہ جب اِس ہاے مختفی کے نیچے لٹکن لگانے سے باخبر ہو گئے تو اِسے ترک کر کے لٹکن کا اہتمام شروع کر دیا۔ عصرِ حاضر میں پنجاب ٹیکسٹ بُک کی اردو اور دیگر کتب میں ہاے ملفوظ کے شوشے (لٹکن) کی بجاے زبر سے کام چلایا جا رہا ہے۔

در حقیقت "بہتر" دو لفظوں 'بہ' اور 'تر' سے مرکب بنا ہے۔ دونوں صفات اور ان کا تعلق فارسی زبان سے ہے۔ 'بہ' کے معنی: اچھّا، خوب، پسندیدہ، مرغوب وغیرہ کے ہیں۔[۴۳] اور 'تر' کا مطلب: زیادہ، افزوں، بڑھا ہوا وغیرہ کے ہیں۔[۴۴] یوں 'بہتر' بنا، جس سے مراد: بہت اچھّا وغیرہ کے ہوئے۔ اردو میں 'بہ' اور 'تر' سابقوں اور لاحقوں میں بھی مستعمل ہیں۔ اِسے مفرد اور مرکب دونوں طرح سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اساتذہ کے کلام میں میں 'تر' کی طرح 'بہ' کو بھی مفرد خوب برتا گیا ہے:

بہ از گل جانتا ہوں چاک میں اپنے گریباں کا
مجھے گلزار سے کیا میں دِوانا ہوں بیاباں کا (جرأت)

خوش بو اسی دہن کی بہ از عود و مشک ہے
سوکھے ہیں تیرے ہونٹ لہو میرا خشک ہے (آرزو لکھنوی)

مرکبات بعض اسموں میں لاحقوں اور سابقوں سے بھی تشکیل پاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک لاحقہ "ور" بھی ہے۔ یہ لاحقۂ فاعلی والا کے معنوں میں مستعمل ہے۔[۴۵] جیسے: دانش ور (عقل والا)، تاج ور (تاج

والا) وغیرہ۔ رشید حسن خاں نے الفاظ کو جدا جدا لکھنے کی بحث میں لاحقہ "ور" کو کئی مرکبات میں منفصّل برتا ہے، مثلاً: نام ور، طالع ور، سخن ور۔ لیکن لفظ "جانور" کو انھوں نے متّصل لکھا ہے۔(۴۶) حالاں کہ یہ لفظ بھی مذکورۂ بالا قبیل کا ہے۔ جب کہ رفیق نقش نے اِس لفظ کو بھی منفصّل ہی استعمال کیا ہے۔(۴۷)

اتّفاقی املائی مسائل:

رفیق احمد نقش نے رشید حسن خاں سے املا کے ضمن میں اختلاف کی نسبت اتّفاق زیادہ کیا ہے۔ ہم یہاں چند اہم اتّفاقی املائی مسائل ہی کو بیان کریں گے۔

رفیق نقش نے مفرد الفاظ میں بھی تلفّظ کے مطابق لکھنے پر زور دیا ہے۔ اُن کے ہاں کچھ مفرد الفاظ کا املا اِس طرح ہے: مہنگا، لہنگا، منہدی، پانو، چھانو، گانو۔(۴۸) موخر الذّکر املا رفیق نقش نے اپنے مرتّب کردہ رسالوں "تحریر" اور "سب رنگ" میں بھی رائج کیا۔ مذکورہ ثانی الذّکر لفظیات: پانو، چھانو، گانو وغیرہ کا املا غالب کے زمانے میں بھی مستعمل رہا ہے۔ گذشتہ صدی میں رشید حسن خاں نے پھر اِس کا احیا کیا۔ انھوں نے اِس نوع کے الفاظ پر سیر حاصل گفت گو بھی کی ہے۔(۴۹) لیکن عصرِ حاضر میں اِس طرح کا املا کسی بھی طرح موزوں نہیں ہے۔ اوّل تو اِس طرزِ املا کو ہماری آنکھیں ہی قبول نہیں کر پاتیں، دوم اِن لفظیات کے نون غنّہ پر لگائی گئی چاند کی علامت حذف ہونے سے اِن کا تلفّظ ہی بدل جائے گا۔ تاہم مذکورہ اوّل الذّکر تینوں لفظیات مہنگا، لہنگا، منہدی "جیسا بولو، ویسا لکھو" کی بنیاد پر بالکل درست ہیں۔ کیوں کہ اِن تینوں الفاظ میں پہلے حرف کے بعد ہی "نون غنّہ" کی واضح آواز ہے، اس کے بعد ہی ہاے ملفوظ کی آواز آتی ہے۔

رفیق نقش نے اردو میں ایسے بہت سے الفاظ کی نشان دہی کی ہے کہ جہاں ہمزہ کو بِلا ضرورت مسلّط کر دیا ہے، مثلاً اُن کے خیال میں "لیے" کا تین طرح کا املا رائج ہے، یعنی: لیے، لئے، لیئے۔ حال آں کہ یہاں "ہمزہ" کا محل ہے ہی نہیں۔ اِسی طرح چاے، راے، ہاے، گاے (جانور)، بہ جاے، دباو، لگاو وغیرہ میں ہمزہ لگانا غیر ضروری ہوگا۔ اِن میں "ے" کی آواز ہی کافی ہے۔ جب کہ چاے، راے وغیرہ میں "ے" ساکن ہے، اِس لیے اِن میں ہمزہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ موٴخر الذّکر "دباو" اور "لگاو" حاصلِ مصدر ہیں، اور اِن کے ارکانِ تہجّی بھی دو دو ہیں۔ افعال کی صورت میں اِن پر ہمزہ آئے گا، اور ارکانِ تہجّی بھی تین تین ہوں گے۔ البتّہ حاصلِ مصدر کی حالت میں یہ ہمزہ کے بغیر لکھے جائیں گے۔ رفیق نقش نے "دباو" اور "دباؤ"، "لگاو" اور "لگاؤ" کے معنوی فرق کو مثالوں سے بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً ''دباو'' کے ضمن میں وہ کہتے تھے، "آج کل میرے ذہن پر

بہت 'دباو' ہے۔" اِسی طرح "دباؤ" کو بھی واضح کیا ہے۔ "فٹ بال کو 'دباؤ'۔" ، "مجھے اُن سے 'لگاو' ہے۔" ،"پودے 'لگاؤ'۔"۔اس کی وضاحت کے لیے یہ دو مصرعے بھی پیش کرتے تھے:

ع "لاگ ہو اُس کو تو ہم سمجھیں لگاو"

ع "ایسے کو دو لگاؤ بھگو کر شراب میں"(۵۰)

رشید حسن خاں نے اِسی املا کو بہت وضاحت سے بیان کیا ہے،اور مذکورۂ بالا الفاظ اور اِس قبیل کے دیگر الفاظ کو بھی بِلا ہمزہ لکھنے کی سفارش کی ہے۔(۵۱)

رفیق نقش عربی کے واحد اور جمع الفاظ کے آخر میں میں 'الف' کے بعد 'ہمزہ' لکھنے کے قائل نہیں تھے۔اُن کے خیال میں اردو کا چوں کہ اپنا لب ولہجہ ہے،اور ایسے الفاظ میں صرف 'الف' بولا جاتا ہے، ہمزہ کی آواز نہیں نکلتی،اِس لیے انھیں ہمزہ کے ساتھ لکھنے کا کوئی جواز نہیں، وہ ان کا املا اِس طرح بتاتے ہیں: انشا، شعرا، ادبا، علما ،ضیا،ابتدا وغیرہ۔البتّہ مرکب کی صورت میں ہمزہ لکھا جائے گا،مثلاً انشاءاللہ وغیرہ۔(۵۲) رشید حسن خاں نے بھی عربی کے بہت سے مصادر اور جمع جن کے آخر میں اصلاً ہمزہ ہے،اور ما قبل الف ہے،ان سب میں ہمزہ لکھنے کی ممانعت کی ہے۔(۵۳) اِس املا کو اب اردو داں طبقہ اختیار کرنے لگا ہے۔کتب ورسائل اور اخبار و جرائد میں اِسے تواتر سے برتا جارہا ہے۔

رفیق نقش لفظوں کو علاحدہ علاحدہ لکھنے کے بڑے علم بردار رہے ہیں اور اِس کا ہر جگہ اُنھوں نے کھل کر اظہار بھی کیا ہے۔اُن کے مرتّب کردہ کتب ورسائل اور تحریروں میں اِس طرح کا املا ملتا ہے: بل کہ، حالاں کہ، کیوں کہ، چوں کہ، چناں چہ، علاحدہ، بہ یک وقت، بہ ہر حال، دست خط، حکم راں، دل ربا، دل بر، دل کش، کش مکش، ہم دم، ہم سایے، ہم درد، عن قریب، غم زدہ، دست رس، دست یاب، پنج تن، تن درستی، نام وَر، جان وَر، سرخ رُو، خوب رُو، پیش رَو، جست جو، جنگ جو، گفت گو، کوہ کن، رہ نما، راہ گیر، خوب صورت، خوش خط، شہ زادہ، شاہ کار، باغ باں، بُل عجبی، گل دستہ، گل زار، رقم طراز، اِن شاءاللہ، فی صد، نگہ بانی، سال گرہ، وغیرہ۔البتّہ اسما کو وہ متّصل لکھنے ہی پر زور دیتے ہیں۔مثلاً خوشبو، بیدل، تھانیدار، چوکیدار وغیرہ۔(۵۴) رشید حسن خاں کے ہاں بھی تقریباً یہی املا ہمیں بہت پہلے سے نظر آتا ہے،اور اِس حوالے سے انھوں نے اپنی کتاب اردو املا میں ایک طویل فہرست بھی فراہم کی ہے۔(۵۵)

الفاظ کو علاحدہ لکھنے کے حوالے سے انجمنِ ترقّیِ اردو ہند کے بعد رشید حسن خاں کی کاوشیں لائقِ تحسین ہیں۔ راقم کے خیال میں لفظوں کو منفصّل لکھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کم پڑھا لکھا شخص بھی اسے باآسانی پڑھ سکتا ہے اور تلفّظ میں بھی کسی قسم کا کوئی بگاڑ پیدا نہیں ہوتا، جب کہ غیر ضروری طور پر لفظوں کو متّصل لکھنے سے تلفّظ میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بِلا وجہ الفاظ کو توڑ کر اور متّحد لکھنے کی کوششوں سے بھی اجتناب ضروری ہے، تاہم دو مختلف زبانوں سے آئے ہوئے الفاظ کو حتّی المقدور منفصّل لکھنا چاہیے۔ تلفّظی خرابیوں کی چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔ مثلاً: "دست خط" کو "دستخط"، "گفت گو" کو "گفتگو"، "بہ یک وقت" کو "بیک وقت"، "کس مپر سی" کو "کسمپرسی"، "دست رس" کو "دسترس" اور "حکم رانی" کو "حکمرانی" لکھا جارہا ہے۔ مختصر نویسی کی اِس روش سے اِن الفاظ کا تلفّظ کچھ اِس طرح ہوتا ہے: دَس تَخط، گُف تگو، بیک وقت (بیک بروزن نیک)، کَسَم پُرسی، دس تَرس اور حُک مرانی۔ آخر الذّکر تلفّظ تو خاصا مضحکہ خیز بھی ہے۔

رفیق نقش لفظوں پر غور وفکر اور تحقیق وتدقیق کے عادی تھے۔ الفاظ کی کھوج، اس کی ہیئت اور معنویت اُن کا محبوب مشغلہ تھا، اور اِس کام کے لیے وہ اپنا بہت سا قیمتی وقت صرف کر دیا کرتے تھے۔ در حقیقت املا نام ہی لفظوں کی درست تصویر کشی کا ہے اور رفیق نقش کا طبعی میلان حد درجہ املا ہی کی طرف رہا۔ رفیق نقش تمام عمر صحیح املا اور اس کی معیار بندی کے لیے سر گرداں رہے۔ وہ ہمہ دم تقسیمِ علم اور فروغِ علم کے لیے کوشاں رہے۔ فارسی اور دیگر زبانوں سے غیر معمولی واقفیت کی بنا پر اِس کام کو انھوں نے احسن طریقے سے انجام دیا۔ ان کی کتب ورسائل، درس وتدریس اور علم دوستی کے ذریعے سے لوگوں کی کثیر تعداد فیض یاب ہوئی۔ رشید حسن خاں، رفیق احمد نقش جیسے صاحبانِ علم نے املائی حوالے سے اپنے تئیں املا کی لکھاوٹ، مسائل اور ان کے حل کے لیے اپنے اپنے نقطہ ہائے نظر منطقی انداز میں پیش کر دیے۔ جن سے اختلاف واتّفاق کیا جاسکتا ہے۔ در حقیقت اردو املا میں یک سانیت اور یک رنگی لانے کا یہ کام فردِ واحد کے بجاے اداروں کے کرنا کا ہے اور ان میں سب سے اہم کام تعیّنِ املا کے بعد 'نفاذ' کا ہے۔ پاکستان میں آج سے سینتیس (۳۷) برس قبل مقتدرہ قومی زبان کے زیرِ اہتمام ۲۲ تا ۲۵ جون ۱۹۸۵ء کو تین روزہ سیمینار بہ عنوان: "اردو املا اور رموزِ اوقاف کے مسائل" پر منعقد ہوا تھا۔ جس میں ملک کے طول وعرض سے ممتاز ادبی شخصیات نے شرکت کی اور اردو املا میں یک سانیت پیدا کرنے کی غرض سے اصول وضع کیے۔ لیکن بد قسمتی سے املا کی معیار بندی میں خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوسکے۔ اردو زبان وادب کے کئی اداروں کے ہوتے ہوئے خوش قسمتی سے ایک بار پھر سالِ رواں میں اسی ادارے 'ادارۂ فروغِ قومی زبان' اسلام آباد (پرانا نام: مقتدرہ قومی زبان) نے اصلاحاتِ املا کی جانب پیش قدمی کی ہے، جو قابلِ ستائش ہے۔ اِس ادارے

کے زیرِ اہتمام ۱۸،۱۷ مارچ ۲۰۲۲ء کو دو روزہ قومی سیمینار "اردو املا کی معیار بندی، مسائل اور حل"[۵۶] کے موضوع پر منعقد ہوا۔ جس میں اکابرینِ اردو نے نظری و فکری بُعد کے باوجود متّفقہ طور پر تجاویز اور سفارشات مرتّب کیں۔ تجاویز کے مشتہر ہونے کے بعد اُمید ہے کہ پاکستان کے تمام سرکاری و نجی ادارے اور اشاعتی مراکز وغیرہ یکساں املا اور قومی اتّفاق کی خاطر ان تجاویز پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں گے۔

حواشی

۱۔ مولوی سیّد ہاشمی فرید آبادی، "اصلاحِ رسم الخط"، مشمولہ: اردو (دہلی، انجمنِ ترقّی اردو)، جنوری ۱۹۴۴ء، ص ۱۱۱۔

۲۔ گوپی چند نارنگ (مرتّب)، "املا نامہ"، ترقّی اردو بیورو، نئی دہلی، دوسرا ایڈیشن، ۱۹۹۰ء۔

۳۔ اعجاز راہی (مرتّبہ)، "املا ورموزِ اوقاف کے مسائل"، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبعِ اوّل: نومبر ۱۹۸۵ء۔

۴۔ ابو محمّد سحر، "اردو املا اور اس کی اصلاح"، مکتبہ ادب، بھوپال، دوسری اشاعت: ۲۰۰۴ء۔

۵۔ حفیظ الرّحمان واصف کی کتاب، "ادبی بھول بھلیاں"، کلر پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۷۹ء۔

۶۔ رفیق احمد نقش (۲۰۱۳ء۔۱۹۵۹ء) کو اردو زبان وادب سے قلبی لگاؤ تھا۔ آپ کا تعلق سندھ کے شہر میرپور خاص سے تھا۔ رفیق نقش نے تمام تعلیم آرٹس میں حاصل کی۔ انھوں نے ایم اے اردو ادب اور ایم اے لسانیات اوّل بہ درجۂ اوّل میں کیا۔ اُن کا سارا تعلیمی کیریر شان دار رہا۔ کئی طلائی تمغے بھی اُنھوں نے تعلیمی میدان میں حاصل کیے۔ میٹرک سے لے کر ایم اے تک وہ پہلی پوزیشن لیتے رہے۔ فارسی (خانۂ فرہنگ ایران، حیدرآباد)، ہندی (جامعہ کراچی)، سندھی (جامعہ کراچی) اور انگریزی (پاک امریکن کلچرل سینٹر، حیدرآباد) کے اسپیشل کورسز بھی انھوں اوّل بہ درجہ اوّل میں پاس کیے۔ وہ بوجوہ پی ایچ ڈی نہ کرسکے، لیکن کتنے ہی پی ایچ ڈی سے بہ درجہا بہتر تھے۔ ان کی تبحرِ علمی کے باعث ایم فل اور پی ایچ ڈی کے ریسرچ اسکالر اور اساتذۂ کرام کی کثیر تعداد تحصیلِ علم کی غرض سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں۔ پیشے کے لحاظ سے استاد تھے۔ فارسی زبان کے علاوہ انگریزی، سندھی، بلوچی، پنجابی زبانوں میں انھیں عبور حاصل تھا۔ اِن زبانوں کے معیاری ادبی سرمائے کو انھوں نے اردو زبان میں منتقل کرنے کا فریضہ بھی انجام دیا۔ وہ بہ یک وقت شاعر، ادیب، مترجم، نقّاد، مدیر، محقّق اور ماہرِ لسانیات تھے۔ لسانیات، اُن کی دل چسپی کا خاص موضوع تھا۔

۷۔ شیخ، انصار احمد، "پھرتا ہے فلک برسوں"، مشمولہ: قومی زبان، کراچی، مدیر: ڈاکٹر ممتاز احمد خان، جولائی ۲۰۱۳ء، جلد: ۸۵، شمارہ ۷، ص ۶۳۔

۸۔ مشفق خواجہ، رفیق احمد نقش کی غیر معمولی ذہانت اور املائی مسائل میں دست رس سے بخوبی آگاہ تھے۔ یاس یگانہ چنگیزی پر مشفق خواجہ کے کیے گئے کام کی آخری پروف خوانی رفیق نقش ہی نے کی تھی۔ جسے مشفق خواجہ نے چیلنج کیا تھا کہ اِس میں سے

ایک بھی غلطی نکال کر نہیں دکھا سکتے۔ بعدازاں رفیق نقش نے اسی مسوّدے سے آٹھ نو اغلاط نکال کر مشفق خواجہ کو حیران کر دیا تھا۔

۹۔ "سب رنگ" کے مدیر شکیل عادل زادہ، رفیق نقش کے املائی نقطۂ نظر سے حد درجہ متاثّر تھے، اور وہ بہ بانگِ دُہل انھیں اپنا استاد کہا کرتے تھے۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر ذوالفقار علی دانش، "شکیل عادل زادہ سے گفتگو"، مشمولہ: رفیق احمد نقش۔افسانوی کردار، مثالی ادیب، اعتان میر پور خاص، ۱۵ مئی ۲۰۱۴ء، ص ۲۳۔

۱۰۔ رفیق نقش کئی علمی و ادبی رسائل سے وابستہ رہے، ان میں ہفتہ وار پرچہ "شمع" (میر پور خاص)، ماہ نامہ "خواب وخیال" (کراچی)، کتابی سلسلہ "تحریر" (میر پور خاص)، "سب رنگ" (کراچی)، بادبان (کراچی)، ورثہ (کراچی) شامل ہیں۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر ذوالفقار علی دانش، "رفیق احمد نقش بہ حیثیت مدیر"، مشمولہ: پہچان، رفیق احمد نقش نمبر، ادارۂ پہچان، میر پور خاص، شمارہ ۲۶، جنوری تا ستمبر ۲۰۱۴ء، ص ۳۵۲ تا ۳۶۱۔

۱۱۔ رفیق نقش اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود فارسی اور اردو ادب کی بھی بہت بڑی خدمت کر گئے۔ ان کی درجن بھر کتابیں ترتیب، فنّی تدوین، تحقیق اور معیاری ترجمے کی صورت میں ہمارے ادب کا بیش بہا سرمایہ ہیں۔ ان کتب میں: نامۂ ہاے فارسئ غالب (۱۹۹۹ء)، رموزِ غالب (۱۹۹۹ء)، مآثرِ غالب (۲۰۰۰ء)، تصحیح و تحقیقِ متن (۲۰۰۰ء)، غالب کی اردو نثر اور دوسرے مضامین (۲۰۰۱ء)، غالب شناس مالک رام (۲۰۰۲ء) نوادرِ غالب (۲۰۰۲ء)، غالبیات کے چند فراموش شدہ گوشے (۲۰۰۲ء)، اردو کے ضرب المثل اشعار۔ تحقیق کی روشنی میں (۱۲-۱۱-۲۰۰۳ء)، ایم ایف حسین کی کہانی، اپنی زبانی (۲۰۰۴ء)، مصطلحات الشّعرا، ۲۰۰۶ء (رفاقت علی شاہد کے مطابق سیال کوٹی مل وارستہ کی نہایت اہم فارسی لغتِ اصطلاحات "مصطلحات الشّعرا" کو معروف فارسی محقّق ڈاکٹر خواجہ حمید یزدانی نے اردو قالب میں ڈھالا، لیکن اس کی فنّی تدوین کا کام مشفق خواجہ کے توسّط سے رفیق نقش نے بڑی ہی جان کاہی سے انجام دیا۔ آپ نے اِس میں ترجمے کی خامیوں کو محسوس کرتے ہوئے تصحیحات کے ساتھ جا بہ جا تشریحی و توضیحی حاشیے لکھے۔ اِس درستی میں انھوں نے فارسی متن کو بھی پیشِ نظر رکھا ہے۔ نیز فارسی کی معتبر اور مستند لغات کی مدد سے محقّقانہ اور عالمانہ انداز میں اپنے موقف کی وضاحتیں بھی کر دی ہیں۔ بعدازاں یہ کتاب ۲۰۰۶ء میں ادارۂ یادگارِ غالب، کراچی سے شائع ہوئی۔ بحوالہ: رفاقت علی شاہد، "رفیق احمد نقش بطور تدوین کار"، مشمولہ: پہچان، رفیق احمد نقش نمبر، میر پور خاص، ادارۂ پہچان، شمارہ ۲۶، جنوری تا ستمبر، ۲۰۱۴ء، ص ۳۲۵-۳۲۴۔)، یادِ ایّام: روزنامچہ خواجہ عبدالوحید [۱۹۲۹ء-۱۹۳۷ء] شامل ہیں۔ متعدّد مطبوعہ و غیر مطبوعہ مضامین، شاعری اور تراجم اِس پر مستزاد ہیں۔

۱۲۔ رفیق نقش شائقینِ علم میں منتقلئ علم کے جنون میں مبتلا تھے۔ وہ ساری زندگی اِس میں سر گرداں رہے۔ کراچی اور میر پور خاص میں تقریباً ہر سال وہ کسی نہ کسی موضوع پر یا زبانیں سکھانے کے حوالے سے کلاسیں لیا کرتے تھے۔ کبھی غالبؔ پڑھایا تو کبھی انیسؔ، کبھی املا تو کبھی نظیرؔ، کبھی ہندی تو کبھی فارسی وغیرہ۔ آپ کی دل چسپی کا اصل مرکز و محور "اردو املا" ہی رہا۔

غرض جس کام کا بھی بیڑااُٹھایا، اُس کا پوری طرح حق ادا کر دیا۔ راقم سمیت وطنِ عزیز میں اُن سے استفادہ کرنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود ہے۔

۱۳۔ نیشنل گورنمنٹ کالج کراچی میں ۲۳تا۲۵ اپریل ۲۰۰۴ء کو سہ روزہ تدریسی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا، جس میں رفیق احمد نقش نے املا کے مسائل اور حل کے حوالے سے مقالہ پڑھا تھا۔ اِس کانفرنس کا اہتمام انجمنِ اساتذۂ اردو اور شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی کے اشتراک سے ہوا تھا۔ اِس سیمینار میں ڈاکٹر معین الدّین عقیل، ڈاکٹر شاداب احسانی، ڈاکٹر رؤف پاریکھ، ڈاکٹر تنظیم الفردوس وغیرہ بھی مقالہ نگاروں میں شامل تھے۔

۱۴۔ انصار احمد شیخ، "رفیق احمد نقش اور اردو املا"، مشمولہ: پہچان، رفیق احمد نقش نمبر، میر پور خاص، ادارۂ پہچان، شمارہ ۲۶، جنوری تا ستمبر، ۲۰۱۴ء، ص ۳۳۸۔

۱۵۔ رشید حسن خاں، اردو املا (لاہور، فکشن ہاؤس)، ۲۰۰۷ء، ص ۳۲۳۔

۱۶۔ رفیق احمد نقش، "اردو املا: چند ابتدائی باتیں"، مشمولہ: نویدِ سحر (کراچی، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین نارتھ ناظم آباد)، ۱۱۔۲۰۱۰ء، ص ۳۲۔۳۱۔

۱۷۔ اردو املا، محوّلہ بالا، ص ۳۲۳۔

۱۸۔ ایضاً، ص ۳۲۲۔

۱۹۔ "اردو املا: چند ابتدائی باتیں"، محوّلہ بالا، ص ۳۲۔۳۱۔

۲۰۔ جان ٹی پلیٹس، "اردو ، کلاسیکی، ہندی اور انگریزی ڈکشنری" (لاہور، اردو سائنس بورڈ)، طبعِ اوّل: ۲۰۰۵ء، ص: ۴۶۷

۲۱۔ مقالاتِ عبدالسّتّار صدّیقی، جلد اوّل، مرتّب: مسلم صدّیقی، مجلسِ ترقّی ادب، لاہور، طبعِ اوّل: جولائی ۲۰۱۷ء، ص: ۲۲، ۲۳

۲۲۔ مولوی سیّد ہاشمی فرید آبادی "اصلاحِ رسم الخط"، مشمولہ: اردو (دہلی: انجمنِ ترقّی اردو)، جنوری ۱۹۴۴ء، ص: ۱۱۵۔

۲۳۔ رفیق احمد نقش (ترتیب و تہذیب)، "اردو ضرب المثل اشعار تحقیقی کی روشنی میں"، فکشن ہاؤس، لاہور، اشاعتِ سوم: ۲۰۱۲ء، ص ۴۳۸-۳۸۷۔

۲۴۔ "اردو املا"، محوّلہ بالا، ص ۶۵۔

۲۵۔ "رفیق احمد نقش اور اردو املا"، محوّلہ بالا، ص ۳۳۴۔

۲۶۔ اردو املا، محوّلہ بالا، ص ۳۱۳۔

۲۷۔ ایضاً، ص ۳۱۴، ۳۱۳۔

۲۸۔ "اردو ضرب المثل اشعار تحقیقی کی روشنی میں"، محوّلہ بالا، ص ۳۰۷۔

۲۹۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق، قواعدِ اردو، انجمنِ ترقّی اردو پاکستان، کراچی، دسمبر ۲۰۱۷ء، ص ۱۸۔

۳۰۔ احمد حسین صدّیقی، دبستانوں کا دبستان، جلد اوّل، فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، کراچی، ۲۰۰۳ء، ص۱۶، نیز جلد دوم تا پنجم۔

۳۱۔ "اصلاحِ رسم الخط"، محوّلۂ بالا، ص۱۱۲، ۱۱۱۔

۳۲۔ "رفیق احمد نقش اور اردو املا"، محوّلۂ بالا، ص۳۳۱۔

۳۳۔ اردو املا، محوّلۂ بالا، ص۴۲۸-۲۹۔

۳۴۔ "رفیق احمد نقش اور اردو املا"، محوّلۂ بالا، ص۳۳۱۔

۳۵۔ املا نامہ، محوّلۂ بالا، ص۸۷۔

۳۶۔ اردو املا اور اس کی اصلاح، محوّلۂ بالا، ص۶۵۔

۳۷۔ اردو املا، محوّلۂ بالا، ص۴۰۲۔

۳۸۔ "رفیق احمد نقش اور اردو املا"، محوّلۂ بالا، ص۳۳۶۔

۳۹۔ اردو املا، محوّلۂ بالا، ص۳۵۹، ۳۸۰۔

۴۰۔ ایضًا، ص۴۶۹۔

۴۱۔ "اردو ضرب المثل اشعار تحقیقی کی روشنی میں"، محوّلۂ بالا، ص۳۹۵، ۱۴۳، ۸۹، ۷۲، ۵۲، ۴۸۔

۴۲۔ تحریر، علمی وادبی کتابی سلسلہ ۹، مرتّب: رفیق احمد نقش، فرہنگ میر پور خاص، اگست ۲۰۰۲ء، ص۱۵۰، ۴۸۔

۴۳۔ شان الحق حقّی (مرتّبہ)، فرہنگِ تلفّظ، طبع چہارم (اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان پاکستان)، ۲۰۱۲ء، ص۱۸۳۔

۴۴۔ مولوی نور الحسن نیّر، نوراللّغات، حصّۂ اوّل (اسلام آباد، نیشنل بُک فاؤنڈیشن)، طبع سوم: ۲۰۰۶ء، ص۱۰۲۷۔

۴۵۔ فرہنگِ تلفّظ، محوّلۂ بالا، ص۹۵۷۔

۴۶۔ اردو املا، محوّلۂ بالا، ص۴۷۰۔

۴۷۔ "اردو ضرب المثل اشعار تحقیقی کی روشنی میں"، محوّلۂ بالا، ص۱۴۳۔

۴۸۔ "رفیق احمد نقش اور اردو املا"، محوّلۂ بالا، ص۳۳۲۔

۴۹۔ اردو املا، محوّلۂ بالا، ص۲۴۳-۲۴۵۔

۵۰۔ "رفیق احمد نقش اور اردو املا"، محوّلۂ بالا، ص۳۳۷-۳۳۶۔

۵۱۔ اردو املا، محوّلۂ بالا، ص۳۶۷، ۳۶۸۔

۵۲۔ رفیق احمد نقش اور اردو املا، محوّلۂ بالا، ص۳۳۵۔

۵۳۔ اردو املا، محوّلۂ بالا، ص۳۶۳۔

۵۴۔ "رفیق احمد نقش اور اردو املا"، محوّلۂ بالا، ص۳۳۳۔

۵۵۔ اردو املا، محوّلۂ بالا، ص۴۶۲-۴۸۰۔

۵۶۔ ڈاکٹر تحسین فراقی، "اردو املا پر ایک یادگار قومی سیمینار"، مشمولہ: "اخبارِ اردو"، ادارۂ فروغِ قومی زبان، اسلام آباد، جلد ۴۰، شمارہ ۳، مارچ ۲۰۲۲ء، ص ۹-۱۰۔

Bibliography

Dānīsh, Ḍr, Zulfiqār Alī, "Rafique Aḥmed Naqsh ba Ḥesiat Mūdīr", Mashmola: Pehchān, Rafique Aḥmed Naqsh Number, Mīrpūrkhāṣ: Idārae Pehchān, Shūmāra 26, January-December 2014.

Dānīsh, Ḍr, Zulfiqār Alī, "Shakeel Adīl Zāda say gūftūgoo", Mashmola: Rafique Aḥmed Naqsh-Afsānvī Kīrdār, Mesālī Adeeb, Mīrpūrkhāṣ: Aitān, 15 May 2014.

Farīd Aabadī, Maulvī Syed Hāshmī. "Iṣlāḥ-e Rasmūl Khat". Mashmola: Urdū. Dehlī: Anjūman-e Taraqqī-e Urdū, January 1944.

Fīrāqī, Ḍr Teḥseen, "Urdū Imlā par Aik Yādgār Quamī Semīnār", Mashmola: Akhbāre Urdū, Islamābād: Idāra e Faroge Quamī Zubān, Jīld 40, Shumāra 3, March 2022.

Ḥaqqī, Shanūl Ḥaq. (Mūrattība), Farhange Talaffūż, Tab'e Chahārūm, Islamābād: Mūqtadra Qūamī Zubān Pākīstān, 2012.

Khāṅ, Rāshīd Ḥassan, Urdū Imlā, Lāhore: Fīction House, 2007

Naqsh, Rafique Aḥmed, (Mūrattīb), "Teḥreer", Ilmī wa Adabī Ketābī Sīlsīla 9, Mīrpūrkhās: Farhang, August 2002.

Naqsh, Rafique Aḥmed, "Urdū Imlā, Chand Ibtedai Batein", Mashmola:Naveede Sahar, Karāchī: Government Ḍegree College Baraey Khawāteen, North Nażīmābād, 2010-11.

Nārang, Gopī Chand, (Mūrattīb), Imlā Nama, Nai Dehlī: Taraqqī Urdū Beauru, Doosrā Eḍītīon 1990.

Nayyar, Molvī Noorul Ḥasan, Noorul Lugaat, Ḥīssa e Avval, Islamābād: National Book Founḍation, Tab'e Soam: 2006.

Plaṭṭs, John T, Urdū, A Ḍīctionary of Clāssīcal Hindī, and English, Lahore: Urdū Science Boarḍ, Tab'e Avval: 2005.

Rāhī, Ejāz, (Mūrattība), "Imlā o Rūmooze Auqaf kē Masaīl", Islamābād: Mūqtadra Quamī Zūbān Pākistān, Tab'e Avval: November 1985.

Sahar, Ḍr Abu Mūḥammad, "Urdū Imlā aur us kī Iṣlāḥ", Bhopāl: Maktaba e Adab, Dūsrī Ishā'at: 2004.

Shaikh, Anṣār Aḥmed. “Phīrtā hy Falak Barsuṅ”, Mashmola: Quamī Zūbān, Mūdīr: Ḍr Mumtāz Aḥmed Khān, Karāchī: Anjūman-e Taraqqī-e Urdū Pākistān, Jīld 85, Shūmara 7, July 2013.

Ṣīddīquī, Abdus Sattār. Maqālāte Abdūs Sattār Ṣīddīquī, Jīld Avval. Mūrattīb: Muslīm Ṣīddīquī. Lahore: Majlīs-e Taraqqī-e Adab, Tab’e Avval: July 2017.

Ṣīddīquī, Aḥmed Ḥussain, Dabīstānoṅ Kā Dabīstān, Jīld Avval, Karāchī: Faẓlī Sons Privaṭe Līmīṭed, Neez Jīld Dom ta Panjūm.

Wāsīf, Ḥafīżur Reḥmān, Adabī Bhool Bhulayyaṅ, Dehlī: Color Prīntīng Press, 1979.